سورة طٰهٰ

آیات ۱۰۷ - ۱۲۳

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۙ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ
اَمْتًا ؕ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾
يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ
وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ
مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ
الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ
قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ
لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ع
وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ
لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ۙ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا
وَ لَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا
مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۪ۖ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ
اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى ﴿۱۲۲﴾

مكية

سُوْرَةُ طٰهٰ

آیات 135

طه ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾

اللہ تعالیٰ کی عظمت، توحید، رسولوں کی جدوجہد اور اللہ پر توکل - اہل ایمان ! موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کی معیت میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقت کے فرعون کا صبر اور استقامت سے مقابلہ کرو

نبی اکرم ﷺ کو خطاب و تسلی

آیات 1-8

نبی ﷺ کی دل جوئی، حوصلہ افزائی- آپ کی دعوت کا منہج
قرآن کی عظمت و اہمیت
دعوت کا اثر— خشیت رکھنے والے دلوں پر

قصہ موسیٰ علیہ السلام

آیات 9-98

آیات 9 تا 16
وادی مقدس طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام نبوت و رسالت سے سرفراز ہونا

آیات 17 تا 47
موسیٰؑ کو معجزات کا عطا کیا جانا۔ ہارونؑ کو مددگار بنانے کی دعا اور قبولیت

آیات 48 تا 54
فرعون کے پاس انذار و دعوت کے لیے جانے کا حکم - موسیٰ اور فرعون کے درمیان اس کے دربار میں مکالمہ

آیات 55 تا 76
موسیٰ اور فرعون کے جادوگروں کے درمیان مقابلہ

آیات 77 تا 82
فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

آیات 83 تا 98
بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات
فتنہ سامری-اس کے اسباب و عواقب

نبی ﷺ کی طرف خطاب اور التفات

آیات 99 -135

آیات 99 تا 114
یومِ قیامت کی سزا اور اس کے مناظر
آپ ﷺ کو عدم عجلت کی تلقین

آیات 115 تا 128
قصہ آدم و ابلیس و سجودِ ملائکہ
قانونِ جزا و سزا

آیات 129 تا 135
ماضی کی اقوام کے انجام سے نصیحت
آپ ﷺ کو صبر کی تلقین- ہدایات

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝١٠٥ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝١٠٦ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَآ اَمْتًا ۝١٠٧ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝١٠٨

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ - اور وہ پوچھتے آپ سے پہاڑوں کے بارے میں

سَاَلَ يَسْئَلُ ، سُؤَالًا : سوال کرنا

فَقُلْ يَنْسِفُهَا - تو آپ کہہ دیجئے اکھاڑ پھینکے گا ان کو

نَسَفَ يَنْسِفُ ، نَسْفًا : جڑ سے اکھاڑنا، چورا چورا کرنا، بکھیرنا

رَبِّيْ نَسْفًا - میرا رب جیسا اکھاڑنے کا حق ہے

فَيَذَرُهَا قَاعًا - پھر (بنا) چھوڑے گا انہیں ریتلا میدان

وَذَرَ يَذَرُ ، وَذْرًا : چھوڑنا

قَاعٌ : نرم، ہموار زمین (ریتلی)

قَاعٌ : ہموار زمین، کھلا میدان- کسی نشیبی یا کھلی جگہ کی سطحی ہمواری- کسی اونچائی/ابھار کا نہ ہونا

صَفْصَفًا - ہموار

صَفْصَفٌ : بالکل چکنی، ہموار، صاف میدان جس پر نہ درخت ہو نہ کوئی جھاڑی (صفائی اور چٹیل پن کے معنی)

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا - نہیں آپ دیکھیں گے ان میں کوئی ٹیڑھا پن

عِوَج : ٹیڑھا پن، کجی

وَّ لَآ اَمْتًا - اور نہ کوئی اونچی جگہ

أَمْت : اونچ نیچ، چھوٹے ابھار، ڈھلوان یا ہلکی سی بلندی/پستی (تھوڑی ناہمواری)

يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ - اس دن وہ سب پیچھے چلیں گے پکارنے والے کے

يَوْمَئِذٍ (يَوْم - اِذٍ)

اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ ، اِتِّبَاعًا : پیروی کرنا

الدَّاعِيَ : پکارنے والا

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾

لَا عِوَجَ لَهٗ - کوئی ٹیڑھا پن نہ ہوگا جس کے لیے

وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ - اور پست ہو جائیں گی آوازیں رحمٰن کے لیے

خَشَعَ يَخْشَعُ ، خُشُوْعًا: عاجزی کرنا، پست ہونا

اَصْوَاتُ : صَوْتٌ کی جمع (آوازیں)

لِلرَّحْمٰنِ - رحمٰن کے لیے

فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا - سو نہیں تو سنے گا مگر ایک آہٹ

هَمَسَ يَهْمِسُ ، هَمْسًا : (آہستہ بات کرنا، سرگوشی، آہٹ

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ - اس دن نہیں نفع دے گی (کوئی) سفارش

نَفَعَ يَنْفَعُ ، نَفْعًا: نفع دینا

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ - مگر وہ جسے (کہ) اجازت دی ہو اس کو رحمٰن نے

وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا - اور پسند کرے اس کے لیے بات کرنا

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ - وہ جانتا ہے جو انکے سامنے ہے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ : (جو دو ہاتھوں کے درمیان ہے) یعنی سامنے

وَ مَا خَلْفَهُمْ - اور جو انکے پیچھے ہے

خَلْفَ : پیچھے

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾

وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا - اور نہیں وہ احاطہ کر سکتے اس کا علم سے

اَحَاطَ يُحِيْطُ ، اِحَاطَةٌ : احاطہ کرنا (IV)

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ - اور جھک جائیں گے سب چہرے

(ع ن و) عَنَا يَعْنُوْ ، عَنَآءٌ وَّ عُنُوَّةٌ : جھک جانا، عاجز آنا

اس سے دو بنیادی معنی (۱) جھکنا، مطیع/مغلوب ہونا، (۲) تکلیف اٹھانا، عاجز ہونا

وُجُوْه : وَجْهٌ کی جمع (چہرے)

لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ - زندہ رہنے والے اور قائم رکھنے والے کے لیے

اَلْحَيِّ : حَيَاةٌ سے صفت مشبہ، زندہ رہنے والا

الْقَيُّوْمِ : قِيَامٌ سے مبالغہ کا صیغہ (قائم رکھنے والا)

وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا - اور یقیناً ناکام ہو گا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا

خَابَ يَخِيْبُ ، خَيْبَةٌ : مایوس ہونا، نامراد ہونا، ناکام ہونا

ظُلْم : یہاں شرک کے معنی میں (جیسا کہ قرآن میں یہ دوسرے مقامات پر بھی آیا ہے)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ
الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا
يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

یہ لوگ تم سے پُوچھتے ہیں کہ آخر اُس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا، اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا، کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے، اُس دن لوگ پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جسکی بات اور دب جائیں گی آوازیں رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھسر پھسر۔ اُس روز شفاعت کارگر نہ ہو گی، اِلّا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے اور اس کی بات سننا پسند کرے، وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے، اور وہ (اپنے) علم سے اس (کے علم) کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ لوگوں کے سر اُس حیّ و قیّوم کے آگے جھک جائیں گے نامراد ہو گا جو اُس وقت کسی ظلم کا بارِ گناہ اٹھائے ہوئے ہو

They ask you concerning the mountains: "Where will they go?" Say: "My Lord will scatter them like dust, and leave the earth a levelled plain in which you shall find no crookedness or curvature. On that Day people shall follow straight on to the call of the summoner, no one daring to show any haughtiness. Their voices shall be hushed before the Most Compassionate Lord, so that you will hear nothing but a whispering murmur. On that Day intercession shall not avail save of him whom the Most Compassionate Lord permits, and whose word of intercession is pleasing to Him. He knows all that is ahead of them and all that is behind them, while the others do not know. All faces shall be humbled before the Ever-Living, the Self-Subsisting Lord, and he who bears the burden of iniquity will have failed;

محمد اقبال

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

احوالِ قیامت کے بارے میں جملہ معترضہ

- واقعاتِ قیامت کے سلسلے میں جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مشرکینِ مکہ کو بتاتے ہیں کہ روزِ محشر روئے زمین ایک صاف اور ہموار میدان کا نقشہ پیش کرے گی تو یہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے پہاڑی سلسلوں کا کیا بنے گا؟ وہ کہاں چلے جائیں گے؟
- اس وقت کے رائج نظریات و عقائد کے مطابق عرب پہاڑوں کو غیر فانی سمجھتے تھے لہٰذا یہ بات ان کے لیے بہت انہونی تھی
- اس اعتراض کے جواب میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تم پہاڑوں کو ایسا جما ہوا سمجھتے ہو کہ کوئی انھیں اکھیڑ نہیں سکتا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کوئی بعید نہیں، یہ پہاڑ کوٹ پیٹ کر اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے جیسے ریت کے ذرے، اور ان کو دھول کی طرح اڑا کر ساری زمین ایک ایسی ہموار میدان بنا دی جائے گی کہ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ رہے گی، کوئی نشیب و فراز نہ ہو گا، اس کی حالت ایک ایسے صاف فرش کی سی ہو گی جس میں ذرا سا بل اور کوئی معمولی سی سلوٹ تک نہ ہو۔
- آخرت میں زمین کی موجودہ ہیئت بدل دی جائے گی (جیسا کی قرآن مجید میں سورۃ انشقاق، سورۃ انفطار اور سورۃ تکویر میں آیا ہے) - پہاڑ ریزہ ریزہ، سمندر پاٹ دیے جائیں گے اور پوری زمین ایک ہموار میدان بن جائے گی جس پر حشر قائم ہو گا۔ بالآخر یہ زمین جنت میں بدل دی جائے گی اور متقی بندے اس کے وارث بن کر جہاں چاہیں آباد ہوں گے۔
- کفارِ مکہ قرآن کی بے پناہ تاثیر سے خائف تھے، اس لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت کرتے تو شور مچاتے تاکہ اس کی آواز دب جائے اور ان کے دلوں تک نہ پہنچے۔ دین کی دعوت کے وقت بھی وہ سنجیدگی سے بات سننے کے بجائے الٹے سیدھے سوالات کرتے اور تمسخر اڑاتے، یہاں تک کہ ان کی سرکشی بڑھتی ہی چلی گئی۔ لیکن قرآن بتاتا ہے کہ قیامت کے دن ان کا حال یکسر مختلف ہو گا۔ پکارنے والے کی آواز پر سب سر جھکائے خاموشی سے حشر کے میدان کی طرف چلیں گے، نہ کوئی انکار کر سکے گا نہ کجی دکھا سکے گا۔ خوفِ خدا کے غلبے میں زبانیں گنگ ہوں گی اور خاموشی کے اس عالم میں صرف قدموں کی چاپ سنائی دے گی۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾

شفاعت کا صحیح تصور

- یہاں اس آیتِ کریمہ میں شفاعت کے غلط عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔ مشرکین عرب میں قیامت کے حوالے سے جو گمراہیاں پائی جاتی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی اگر واقعی قیامت آ ہی گئی تو ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے کیونکہ جن ہستیوں کو ہم نے آج تک پوجا ہے وہ قیامت کے دن ہماری سفارش کریں گی اور ان کی سفارش ہمارے لیے نجات کی ضامن ہوگی
- ان کی اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ پروردگار کے بارے میں تمہارے اندازے غلط ہیں۔ اس کی ذات اتنی عظیم ہے کہ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو اس کے دربار میں دم مارنے کی مجال نہیں ہوگی۔ فرشتے ہوں یا اللہ تعالٰی کے مقرب بندے وہ قیامت کے دن دست بستہ اور لب بستہ کھڑے ہوں گے۔ ان کے چاہنے والے انھیں اپنی طرف متوجہ کریں گے لیکن وہ اللہ تعالٰی کے جلال کے سامنے زبان کھولنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ کسی کی یہ ہرگز مجال نہیں ہوگی کہ وہ اپنی مرضی سے اللہ تعالٰی کے سامنے کسی کی سفارش کرنا شروع کردے۔ سفارش کرنے کی سعادت صرف اسے حاصل ہوگی جسے اللہ تعالٰی نے اذن دیا ہوگا، اور جن کے لیے اللہ تعالٰی پسند فرمائے گا کہ ان کی شفاعت کی جائے۔ (شفاعت پر ایک بھرپور ضمیمہ اضافی مواد کے حصے میں)
- **شفاعت کی علی الاطلاق اجازت نہ دینے کا سبب** بیان کیا گیا ہے (آیت ۱۱۰ میں)۔ دنیا میں سفارش اس لیے چلتی ہے کہ حاکم ہر حقیقت سے براہِ راست واقف نہیں ہوتا، اور کوئی بااثر شخص صحیح معلومات دے کر اس سے فیصلہ بدلوا دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالٰی کے ہاں معاملہ مختلف ہے، وہ ہر ظاہر و پوشیدہ بات کو جانتا ہے اور کسی واسطے یا اطلاع کا محتاج نہیں۔ اس لیے اس کے حضور کوئی اپنی طرف سے شفاعت نہیں کرسکتا۔ ہاں، جسے اللہ خود اجازت دے اور جس بات کو وہ پسند فرمائے، وہی شفاعت معتبر ہوگی، اور یہ دراصل شافع کے لیے اللہ کی طرف سے ایک اعزاز ہوگا۔

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّلَا هَضۡمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا ﴿۱۱۳﴾

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ - اور جو شخص عمل کرے گا نیک

وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا يَخٰفُ - اور ہو وہ مومن ہو تو وہ نہیں ڈرے گا

ظُلۡمًا وَّلَا هَضۡمًا - کسی بے انصافی سے اور نہ حق تلفی سے

(ھ ض م) هَضَمَ : کسی چیز کو توڑ کر چھوٹا کرنا، کچلنا۔ (۲) ہضم کرنا (۳) اس میں غصب اور تعدی کا مفہوم

وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ - اور اسی طرح ہم نے نازل کیا اسے

قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا - عربی قرآن بنا کر

وَّ صَرَّفۡنَا فِيۡهِ - اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیں اس میں

صَرَّفَ يُصَرِّفُ ، تَصۡرِيۡفٌ : پھیر پھیر کر بیان کرنا (II)

مِنَ الۡوَعِيۡدِ - ڈرانے کی باتیں

وَعِيۡد : برے انجام کی خبر / عذاب کی دھمکی

لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ - شاید وہ لوگ تقویٰ اختیار کریں

اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا - یا پیدا کر دے (یہ قرآن) ان کے لیے کوئی نصیحت

(ح د ث)
اَحۡدَثَ يُحۡدِثُ ، اِحۡدَاثًا
ایجاد کرنا، پیدا کرنا (IV)

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ - پس بہت بلند ہے اللہ (جو) حقیقی بادشاہ ہے

تَعَالٰی یَتَعَالٰی ، تَعَالِیٌ :بلند ہونا (VI)

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ - اور آپ جلدی نہ کریں قرآن پڑھنے میں

عَجَلَ یَعْجَلُ ، عَجَلًا:جلدی کرنا

مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰٓی - اس سے پہلے کہ پوری (مکمل) کی جائے

قَضٰی یَقْضِیْ ، قَضَآءٌ :فیصلہ کرنا،پورا کرنا

اِلَيْكَ وَحْيُهٗ - آپ کی طرف اس کی وحی

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا - اور کہیں اے میرے رب مجھے زیادہ کردے علم میں

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ - اور بلاشبہ یقیناً ہم نے عہد لیا تھا

اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ - آدم سے اس سے پہلے

فَنَسِيَ - پھر وہ بھول گیا

نَسِیَ یَنْسٰی، نِسْیَانًا :بھول جانا

وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا - اور نہیں پائی ہم نے اس میں ارادے کی پختگی

وَجَدَ یَجِدُ ، وِجْدَانًا :پانا

عَزْم :ہمت،پختہ ارادہ

وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلۡمًا وَّ لَا ہَضۡمًا ﴿۱۱۲﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا وَّ صَرَّفۡنَا فِیۡہِ مِنَ الۡوَعِیۡدِ لَعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ اَوۡ
یُحۡدِثُ لَہُمۡ ذِكۡرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ ۚ وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡكَ وَحۡیُہٗ ۫ وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ لَقَدۡ
عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ فَنَسِیَ وَ لَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾

اور جو نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ظلم اور حق تلفی کا کوئی خوف نہیں ہو گا، اور
اے محمدؐ، اِسی طرح ہم نے اِسے قرآن عربی بنا کر نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے
تنبیہات کی ہیں شاید کہ وہ ڈریں یا ان میں سمجھ پیدا کر دے، پس بالا و برتر ہے اللہ، پادشاہ حقیقی
اور جلدی نہ کرو قرآن کے لینے میں جب تک کہ تمہاری طرف اُس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ
جائے، اور دُعا کرو کہ اے پروردگار مجھے مزید علم عطا کر۔ ہم نے اِس سے پہلے آدمؑ کو ایک حکم دیا
تھا، مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اُس میں عزم نہ پایا

And whosoever does righteous works, being a believer, shall have no fear of suffering wrong or loss. (O Muhammad), thus have We revealed this as an Arabic Qur'an and have expounded in it warning in diverse ways so that they may avoid evil or become heedful. Exalted is Allah, the True King! Hasten not with reciting the Qur'an before its revelation to you is finished, and pray: "Lord! Increase me in knowledge.“ Most certainly We had given Adam a command before, but he forgot. We found him lacking in firmness of resolution.

محمد اقبال

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾

شفاعت باطل کے امیدواروں کے ایک زعم کی تردید

- شفاعتِ باطلہ کا عقیدہ رکھنے والے جن ہستیوں کو اپنا سفارشی سمجھتے تھے، ان کے بارے میں یہ خیال رکھتے تھے کہ وہ خدا کے ہاں اتنے معزز ہیں کہ جو چاہیں، بڑے ناز اور اعتماد سے خدا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں، اور خدا لازماً ان کی بات مان لیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ محض وہم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے حضور کسی کو ناز اور ضد کرنے کا مقام حاصل نہیں ہو گا۔ وہاں سب لوگ خوف اور عاجزی کے ساتھ سر جھکائے کھڑے ہوں
- اسمائے حسنٰی میں سے حی اور قیوم کا حوالہ: مشرکین عرب خدا کو مانتے تھے مگر اسے ایک غیر فعال ہستی سمجھتے تھے جو کائنات کے معاملات دوسروں کے سپرد کر کے الگ ہو گیا ہے، اس لیے وہ اپنے جھوٹے شریکوں اور سفارشیوں پر بھروسہ کرتے تھے۔ قرآن نے اس غلط تصور کو رد کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ "حی" ہے یعنی زندہ ہے اور "قیوم" ہے یعنی کائنات کے پورے نظام کو خود سنبھالے ہوئے ہے، وہ کسی گوشہ نشینی میں نہیں بلکہ براہِ راست اس دنیا کے انتظام کا متولی ہے۔
- یوں تو اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی بہت بڑا جرم ہے لیکن شرک اس کے نزدیک ایسا جرم ہے جس کی کوئی تلافی نہیں اور جسے پروردگار کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔
- شرک کا ارتکاب کرنے والے اور ان کی ابدی نامرادی کے تذکرے کے بعد فرمایا کہ جو اعمال صالحہ کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو وہ اپنے اعمال کا بھرپور صلہ پائے گا۔ نہ اس کو کسی حق تلفی کا اندیشہ ہو گا نہ کسی تعدی کا ۔جس نے ایمان کی دولت پائی اور عمل صالح سے اسے پروان چڑھایا۔ اور اعمال کیے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کا محتسب جانا اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو رہنما بنایا۔ ایسے لوگوں کا یقینا یہ حق ہے کہ وہ دنیا میں حیات طیبہ سے نوازے جائیں اور آخرت میں انھیں وہ فوز و فلاح نصیب ہو

وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ ۚ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰۤى اِلَيۡكَ وَحۡيُهٗ ۫ وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِىۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾

انذارِ قیامت کے بعد قرآن کے متعلق کلام کا تسلسل

- آیات 100-99 میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے خاص اپنے پاس سے تمہیں یہ یاد دہانی (قرآن) عطا فرمائی ہے تو جو اس سے منہ موڑیں گے وہ قیامت کے دن ایک بھاری بوجھ اٹھائیں گے۔ اس کے بعد انذار کے لیے قیامت کا ذکر آگیا تھا۔ قیامت کے ذکر کے بعد وہی اصل مضمون ایک نئی تمہید اور مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ اس میں دو صفات سراسر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں:
- **پہلی صفت** یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ یہ خطاب براہ راست اہل مکہ سے ہو رہا ہے اور ان کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو عربی زبان بولتے ہیں۔ تو قرآن کریم کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے اس کا فہم اور ادراک ان کے لیے آسان ہو گیا ہے
- **دوسری صفت** - اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کو عربی زبان میں نازل کر کے بات سمجھنا آسان بنا دیا۔ اسی طرح، مختلف انداز اور مثالوں کے ذریعے لوگوں کو بار بار تنبیہ بھی کی گئی۔ پچھلی قوموں کے انجام سنائے گئے، زندگی کی مثالوں سے جھنجھوڑا گیا تاکہ وہ اپنی غفلت اور لاپرواہی چھوڑ کر سوچنے سمجھنے لگیں۔ مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے غلط رویے کو چھوڑ کر سنجیدہ بنیں اور تاریخ کے آئینے میں اپنا انجام دیکھ کر سبق حاصل کریں۔
- آپ ﷺ کے پاس مخالفین کی مخالفتوں کا جواب دینے کا سب سے طاقتور ہتھیار قرآن تھا۔ اس کی نزول کی شدت اور اہمیت کی وجہ سے آپ ﷺ کے اندر ایک بے چینی اور بے قراری رہی، کیونکہ قرآن ہی آپ کو الجھنوں اور مشکلات میں رہنمائی اور سکون دیتا تھا۔ مخالفین کے ہر نیا اعتراض قرآن کے ذریعے ہی درست جواب پا سکتا تھا، اسی لیے آپ ﷺ ہر وقت اس الٰہی مدد کے انتظار میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کے نزول کے لیے جلدی نہ کرو، کیونکہ اللہ خود سب سے بہتر حکمت و مصلحت جانتا ہے۔ قرآن اسی ترتیب اور وقت کے ساتھ نازل ہو رہا ہے، اور اس کے اتارنے کی مدت اسی کی حکمت کے مطابق ہے۔ آپ ﷺ کو بس یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ "اے اللہ، میرا علم بڑھا دے"

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلۡنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوۡجِكَ فَلَا يُخۡرِجَنَّكُمَا مِنَ الۡجَـنَّةِ فَتَشۡقٰى ﴿۱۱۷﴾

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ - اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے

اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ - سجدہ کرو آدم کو

فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ - تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

اَبٰى - اس نے انکار کیا

(أ ب ي) أَبَى يَأْبَى ، إِبَاءً و إِبَاءَةً :انکار کرنا، قبول نہ کرنا(ضد اور تکبر کے ساتھ نہ ماننا)

فَقُلۡنَا يٰۤاٰدَمُ - اس نے انکار کیا

اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ - تو ہم نے کہا (اے آدم) بیشک یہ دشمن ہے تیرا

عَدُوٌّ : دشمن

وَلِزَوۡجِكَ - اور تیری بیوی کا

زَوْجِ : جوڑا، جفت، شوہر، بیوی

"زَوج" ایسا فرد جو دوسرے کے ساتھ مل کر ایک "جوڑا" بنائے

فَلَا يُخۡرِجَنَّكُمَا - سو ہرگز نہ نکلوا دے تم دونوں کو

اَخْرَجَ يُخْرِجُ ، اِخْرَاجًا : نکالنا (IV)

مِنَ الۡجَـنَّةِ فَتَشۡقٰى - باغ سے پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ

شَقِيَ يَشْقٰى ، شَقَاوَةٌ : تکلیف میں پڑنا...

شقاء سے مراد وہ کلفت اور تھکن ہے جو کسب معاش کے باعث انسان محسوس کرتا ہے۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾

اِنَّ لَكَ - بیشک تیرے لیے (یہ فائدہ) ہے

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا - کہ نہ تو بھوکا ہوگا اس میں

جَاعَ يَجُوْعُ ، جَوْعًا : بھوکا ہونا

وَ لَا تَعْرٰى - اور نہ تو ننگا ہوگا

عَرِىَ يَعْرٰى ، عُرْيًا : عریاں ہونا، ننگا ہونا

وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا - اور بیشک تو نہ پیاسا ہوگا اس میں

ظَمِئَ يَظْمَؤُ ، ظَمْأً وَ ظَمَاءٌ : پیاس لگنا

وَ لَا تَضْحٰى - اور نہ تجھے دھوپ لگے گی

ض ح ي : دھوپ میں آنا/سورج کی تپش لگنا، اور دن کے پہلے حصّے کا وقت

ضَحِيَ يَضْحٰى ، ضَحًا : دھوپ لگنا

الضُّحٰى : چاشت کا وقت، سورج نکلنے کے بعد سے قریبِ زوال تک کا وقت

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ - پھر وسوسہ ڈالا اس کی طرف شیطان نے

وَسْوَسَ يُوَسْوِسُ ، وَسْوَاسًا : وسوسہ ڈالنا

قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ - اس نے کہا اے آدم کیا میں دلالت کروں تجھے

دَلَّ يَدِلُّ ، دَلَالَةً : بتانا، رہنمائی کرنا، ظاہر کرنا

عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ - ہمیشگی کے درخت پر

خُلْد : ہمیشہ رہنا، دوام، بقا، ہمیشگی

وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى - اور (ایسی) بادشاہت (جو) پُرانی نہ ہو

(ب ل ي) بَلِيَ يَبْلٰى ، بِلَآءٌ و بِلًى : پرانا ہونا

بَلَاءَ يَبْلُو ، بَلَاءٌ آزمانا/ امتحان لینا

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ
اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾

اس پر ہم نے آدمؑ سے کہا کہ "دیکھو، یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں تو تمہیں یہ آسائشیں حاصل ہیں کہ نہ بھوکے ننگے رہتے ہو، نہ پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے" لیکن شیطان نے اس کو پُھسلایا کہنے لگا "آدم، بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے؟"

Recall when We said to the angels: "Prostrate yourselves before Adam"; all prostrated themselves save Iblis. He refused. Then We said: "Adam! He is an enemy to you and to your wife. So let him not drive both of you out of Paradise and plunge you into affliction, (for in Paradise) neither are you hungry nor naked, nor face thirst or scorching heat." But Satan seduced him, saying: "Adam! Shall I direct you to a tree of eternal life and an abiding kingdom?"

وَلَقَدۡ عَهِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ فَنَسِیَ وَ لَمۡ نَجِدۡ لَهٗ عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾ وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی ﴿۱۱۶﴾

عجلت سے احتراز کی ہدایت

- گذشتہ آیت کریمہ میں آپ ﷺ کو قرآن کے معاملہ میں جلدی کرنے سے منع کیا گیا۔ اب اس جلدی کے نقصانات واضح کرنے کے لیے حضرت آدم اور ابلیس کے ماجرے کا حوالہ دیا ہے کہ یہی عجلت آدمؑ کے لیے حسرت وندامت کا باعث بنی۔ انسانی فطرت کے اسی ضعف سے ابلیس نے فائدہ اٹھایا اور آدم کو ورغلا کر اللہ کی اس ہدایت سے غافل کر دیا جو ان کو ایک خاص درخت کے پھل سے احتراز کے لیے کی گئی تھی۔ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی عجلت اور اس نتائج سے آگاہ کیا گیا
- ان واقعات کے پردے میں آپ ﷺ کو یہ تعلیم دی گی کہ آپ بھی اپنی دعوت کے معاملے میں جلدی نہ کریں بلکہ صبر و عزم کے ساتھ اپنے کام میں لگے ہیں اگر آپ نے جلدی کی تو، خواہ وہ کتنے ہی اچھے مقصد کے لیے ہو اس سے اندیشہ اس بات کا ہے کہ آپ کی امت کی تربیت میں خامی رہ جائے اور کوئی شیطان یا سامری اس سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو ایک فتنہ میں مبتلا کر دے
- عجلت بھی انسان کے جذبات میں سے ایک جذبہ ہے اور یہ اس کی سرشت میں داخل ہے۔ لیکن یہ انسان کے لیے نافع اسی وقت تک ہے جب تک یہ آدمی کے صبر اور عزم کے کنٹرول میں رہے۔ اگر یہ صبر اور عزم پر غالب ہو جائے تو پھر یہ انسان کے لیے بہت بڑا خطرہ بھی بن سکتا ہے۔
- **قصہ ابلیس و آدم :** حضرت آدم علیہ السلام کے تخلیق کے بعد تمام فرشتوں کو (اور شاید جنوں کو بھی) ان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا، خود کو برتر ظاہر کیا اور حضرت آدم و ان کی اولاد کو گمراہ کرنے کی سازش کی۔ قرآن میں یہ واقعہ سات مرتبہ بیان ہوا، ہر بار تخلیق کا وہ پہلو ذکر ہوتا ہے جو موقع کے مطابق ہو۔ بار بار ذکر کے باوجود پڑھنے والے کو نیا علم حاصل ہوتا ہے اور پہلے سے موجود معلومات کے نئے گوشے سامنے آتے ہیں۔ یوں قرآن کی بار بار تکرار گہرائی اور تفصیل کو واضح کرتی ہے۔

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾

..... قصہ ابلیس و آدم

- قصے کے اس حصے اور اس مقام پر وہ اصل حکم بیان نہیں کیا گیا ہے جو آدم (علیہ السلام) کو دیا گیا تھا، یعنی یہ کہ "اس خاص درخت کا پھل نہ کھانا"۔ وہ حکم دوسرے مقامات پر قرآن مجید میں بیان ہو چکا ہے۔ اس مقام پر چونکہ بتانے کی اصل چیز صرف یہ ہے کہ انسان کس طرح اللہ تعالیٰ کی پیشگی تنبیہ اور فہمائش کے باوجود اپنے جانے بوجھے دشمن کے اغوا سے متاثر ہو جاتا ہے، اور کس طرح اس کی یہی کمزوری اس سے وہ کام کرا لیتی ہے جو اس کے اپنے مفاد کے خلاف ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصل حکم کا ذکر کرنے کے بجائے یہاں اس فہمائش کا ذکر کیا ہے جو اس حکم کے ساتھ حضرت آدم کو کی گئی تھی۔
- اس باغ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو چار بنیادی نعمتوں کی ضمانت دی تھی: بھوک نہ لگے گی، لباس کی کمی نہ ہو گی، پیاس نہ ستائے گی، اور دھوپ سے بچاؤ میسر ہو گا۔ یعنی کھانا، کپڑا، پانی اور آرام دہ رہائش سب کچھ بلا محنت دستیاب تھا۔ مگر خبردار کیا گیا کہ اگر شیطان کے بہکاوے میں آگئے اور جنت سے نکلنا پڑا تو یہ ساری سہولتیں چھن جائیں گی، اور پھر (زمین پر) ان ضروریات کو حاصل کرنے کے لیے سخت محنت اور مشقت کرنا ہو گی (اور معاش کی فکر ہی ان کی توجہ اور ان کے اوقات اور ان کی قوتوں کا اتنا بڑا حصہ کھینچ لے جائے گی کہ کسی بلند تر مقصد کے لیے کچھ کرنے کی نہ فرصت رہے گی نہ طاقت)
- شیطان نے آدمؑ کا خیر خواہ بن کر ان کو پھسلایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا ہے دراصل وہ پھل کھا کر بقائے دوام حاصل ہو جاتی ہے، اسے کبھی موت نہیں آتی اور کبھی جنت سے اسے نکالا نہیں جاتا۔ آپ اگر ہمیشہ کی بادشاہت چاہتے ہیں اور ایسا ملک جس کو کبھی زوال نہ آئے ظاہر ہے کہ وہ جنت ہے تو اس کا یہی طریقہ ہے کہ آپ اس درخت کا پھل کھا لیں (اس درخت کا پھل کھانے پہ آمادہ کرنے کے لیے شیطان نے صرف یہی نہیں بلکہ کئی طرح کے دلائل دیئے)

فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ‌ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (۱۲۱) ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَ هَدٰى (۱۲۲)

فَاَكَلَا مِنۡهَا - پس ان دونوں نے کھالیا اس میں

اَكَلَ يَاْكُلُ ، اَكْلًا : کھانا

فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا - تو ظاہر ہو گئیں ان دونوں پر ان کی شرم گاہیں

بَدَا يَبْدُوْ ، بَدْوًا و بَدَآءٌ : ظاہر ہونا

سَوْآتُ : سَوْأَةٌ کی جمع (ناپسندیدہ یا برائی کی چیز)، وہ حصہ جس کا کھل جانا عیب اور شرم ہے (ستر، شرمگاہ، عیب)

سَوْأة : صرف جسمانی شرمگاہ کے لیے نہیں، بلکہ ہر اس بات یا عمل کے لیے جو انسان کے لیے باعثِ شرمندگی یا بدنامی ہو

وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ - اور وہ دونوں چپکانے لگے

طَفِقَ يَطْفَقُ ، طَفَقًا: کرنے لگنا، شروع کرنا

خَصَفَ يَخْصِفُ ، خَصْفًا پیوند کرنا، چپکانا

عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ - اپنے اوپر جنت کے پتوں سے

وَرَق : پتے

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ - اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی

عَصٰى يَعْصِيْ ، عِصْيَانٌ : نافرمانی کرنا

فَغَوٰى - تو وہ بھٹک گیا

غَوٰى يَغْوِىْ ، غَيًّا : غلطی کرنا، بھٹک جانا (دو معانی۔ (۱) گمراہ ہونا، (۲) حصول مقصد میں ناکام ہونا)

ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ - پھر چن لیا اسے اس کے رب نے

اِجْتَبٰى يَجْتَبِىْ ، اِجْتِبَآءٌ: چن لینا (VIII)

فَتَابَ عَلَيۡهِ وَ هَدٰى - تو اس نے توجہ فرمائی اس پر اور ہدیت دی

تَابَ يَتُوْبُ ، تَوْبَةٌ: توبہ کرنا، توبہ قبول کرنا، توجہ دینا

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾

قَالَ اهْبِطَا - فرمایا تم دونوں اتر جاؤ

هَبَطَ يَهْبِطُ ، هُبُوْطًا : نیچے اترنا

مِنْهَا جَمِيْعًا - اس (باغ) سے اکٹھے

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ - تمہارا بعض بعض کا دشمن ہے

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ - پھر اگر واقعی آئے تمہارے پاس

اَتٰى يَاْتِىْ ، اِتْيَانٌ: آنا

مِّنِّىْ هُدًى - کوئی ہدایت

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ - تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى - تو نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ وہ مشقت میں پڑے گا۔

ضَلَّ يَضِلُّ ، ضَلٰلًا: گمراہ ہونا، بھٹکنا

شَقِىَ يَشْقٰى ، شَقَاوَةٌ : تکلیف میں پڑنا، مشقت میں پڑنا، بدنصیب ہونا

اردو میں:

فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ‌ ۚ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَ
هَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًۢا‌ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ‌ ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقٰى ﴿١٢٣﴾

آخرکار وہ دونوں (میاں بیوی) اُس درخت کا پھل کھا گئے نتیجہ یہ ہُوا کہ فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے آگے کُھل گئے اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنّت کے پتّوں سے ڈھانکنے آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے بھٹک گیا، پھر اُس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے ہدایت بخشی، اور فرمایا "تم دونوں (فریق، یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دُوسرے کے دشمن رہو گے اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اُس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بد بختی میں مبتلا ہو گا

Then the two of them ate the fruit of that tree and their shameful parts became revealed to each other, and they began to cover themselves with the leaves from the Garden. Thus Adam disobeyed his Lord and strayed into error. Thereafter his Lord exalted him, accepted his repentance, and bestowed guidance upon him, and said:104 "Get down, both of you, (that is, man and Satan), and be out of it; each of you shall be an enemy to the other. Henceforth if there comes to you a guidance from Me, then whosoever follows My guidance shall neither go astray nor suffer misery.

محمد اقبال

فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ ۚ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ۖ ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَ هَدٰى ﴿۱۲۲﴾

ابلیس کے فریب کا اثر

- آخر ابلیس کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور حضرت آدم اور حضرت حوا شجرہ ممنوعہ کا پھل کھا بیٹھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنت کا جو خلعت انھیں پہنایا گیا تھا، وہ اس سے محروم کر دیئے گئے۔ جیسے ہی انھوں نے اپنے آپ کو برہنہ دیکھا تو شرم و حیاء کے شدید تاثر کے تحت ادھر ادھر سے جنت کے درختوں کے پتے کھینچ کر اپنے اوپر چپکانے لگے۔

شیطان جب بھی انسانی سیرت و کردار پر حملہ کرتا ہے اور اس کو بد عملی پر اکساتا ہے تو اس کا سب سے پہلا حملہ انسان کی شرم و حیاء پر ہوتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ میں اسے اس جوہر سے محروم کر دوں۔ چنانچہ جیسے جیسے اس کے شرم و حیاء کا لباس اترتا جاتا ہے، ویسے ویسے وہ سفلی جذبات کا اسیر ہوتا جاتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بے حیائی میں کتے بلیوں کی سطح تک اتر جاتا ہے لیکن اسے اپنے اس بگاڑ کا کبھی احساس نہیں ہوتا

- حضرت آدمؑ ابلیس کے وسوسے اور جھوٹی قسم سے دھوکہ کھا گئے اور ہمیشہ اللہ کے قریب رہنے کی خواہش میں وہ کام کر بیٹھے جس سے منع کیا گیا تھا۔ یہ عمل نافرمانی ضرور تھا، لیکن ارادہ نافرمانی کا نہیں بلکہ قربِ الٰہی کی چاہت کا تھا۔ نتیجتاً وہ مقصد حاصل نہ ہوا اور جنت کی راحتیں ہاتھ سے نکل گئیں۔ اسی لیے بعض مترجمین نے "غویٰ" کا ترجمہ "نامراد ہوا" کیا یعنی جو چاہا وہ حاصل نہ کر سکا
- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو توبہ کی توفیق توبہ کے کلمات سے سرفراز فرمایا (یہ مضمون سورۃ البقرہ میں تفصیل سے آیا ہے)
- آدمؑ سے جو لغزش ہوئی وہ اس پر سخت نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ جو بندہ اپنے گناہ پر شرمسار ہوتا ہے وہ اس کو توجہ و اصلاح کی توفیق بخشتا ہے اور توبہ و اصلاح کے بعد اس کو پہلے سے بھی زیادہ اپنے سے قریب کر لیتا ہے (اس کو اجتباء سے تعبیر فرمایا)

قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًاۢ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ‌ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقٰى ﴿۱۲۳﴾

ابلیس اور آدم میں اصل تعلق

- یہ بات سورۃ البقرہ اور سورۃ الاعراف میں میں اس سے پہلے بتائی گئی کہ زمین پر حضرت آدمؑ کو خلافت کی ذمہ داری کے لیے بھیجا گیا اور جنت کا واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کی اصل جدوجہد شیطان کی گمراہی کے خلاف ہو گی۔ آدمؑ کی اولاد کا کام یہی ہے کہ اللہ کی ہدایت کے مطابق اس دشمنی کا مقابلہ کرے۔
- ان دونوں کو اترنے کا حکم دے کر ان کے درمیان اصل تعلق کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے، یعنی ابلیس تمہارا دشمن ہو گا۔ وہ ہر ممکن طریقے سے تمہیں بہکائے گا اور تم اس کو دشمن سمجھ کر اس کے ہر راستے پر چلنے اور اس کے بہکاووں میں آنے سے گریز کرو گے، بلکہ شیطنت کے مقابلے میں ہر ممکن طریقے سے جو کنارہنے کی کوشش کرو گے، اسی طرح دونوں کی ذُرّیتیں بھی ہمیشہ ایک دوسرے سے نبرد آزما رہیں گے۔ بقولِ اقبالؒ:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

- حضرتِ آدم اور ذُرّیتِ آدم کو شیطانی لشکر کا مقابلہ اور اپنا دفاع کرنے کے لیے جو دفاعی ہتھیار دیئے، اسے **ہدایت** سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی وحی اور اللہ تعالیٰ کے نبی کا اسوہ جس سے شریعت کے اصول و فروع وجود میں آتے ہیں۔ یہ ہدایت دے کر اولاد آدم کو بہرہ ور کر دیا گیا کہ اگر تم اپنی زندگی میں گمراہی سے اور آخرت میں محرومی سے بچنا چاہتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پابندی کرو۔ یہی وہ ہتھیار ہے جس سے تم شیطانی حملوں سے اپنا دفاع کر سکو گے۔ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر تم جنت کی نعمتوں تک پہنچ سکتے ہو۔

اضافی مواد

Reference Material

شفاعت کا صحیح تصور

شفاعت کیا ہے

- اللہ تعالیٰ کے حضور کسی کے لیے سفارش کی عاجزانہ دعا (یعنی اس کے گناہوں کو معاف کرنے، اس کی کوتاہیوں سے در گذر کرنے اور اس کو اپنی رحمت و مغفرت کے دامن میں لے لینے کی دعا

وہ ہستیاں جو شفاعت کر سکیں گی (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

- نبی اکرم ﷺ
- انبیاء علیہ السلام
- ملائکہ
- صدیقین و شہداء
- علماء
- قرآنِ کریم و صوم (روزہ)
- عمر رسیدہ مومن اور مومنین صالحین

شفاعت کا صحیح تصور

وہ جن کے حق میں شفاعت ممکن ہو گی

- وہ ایمان والے جن کا ایمان و عمل حساب کتاب کے وقت اتنا کم ہو گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ عدل و مغفرت کے تحت بخشے جانے کے مستحق قرار نہ پا سکیں گے

ابوہریرہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ! لوگوں میں آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت حاصل کرنے والا کون شخص ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِہٖ۔ البخاری جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہا

وہ جن کے حق میں شفاعت قبول نہ ہو گی

- چار قسم کے مجرمین کا ذکر سورۃ المدثر میں (۴۱ ـ ۴۸)، جو نماز و زکوٰۃ کے تارک ہیں
- جو اہل باطل کفار کی خلاف اسلام باتوں میں شریک رہتے ہیں
- جو قیامت کا انکار کرتے ہیں
- جو شخص شفاعت کے حق ہونے ہی کا منکر ہو (حدیث) من كذَّبَ بالشَّفاعةِ فلا نصيبَ لَهُ فيها
- جو لوگ دین میں نئی چیزیں ایجاد کرکے ڈال دیں گے (بدعت) سُحْقًا سُحْقًا لِمَن بَدَّلَ بَعْدِي -(مسلم)
- منافقین - إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا (4/145) یقیناً منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تم کسی کو اِن کا مددگار (سفارشی) نہ پاؤ گے

وہ جن کے حق میں شفاعت قبول نہ ہو گی

- جن کو قرآن روک لے گا وہ آپ ﷺ کی تیسری شفاعت سے بھی محروم رہیں گے۔(بخاری و مسلم کی حضرت انسؓ سے طویل روایت ــ حشر میں آپ ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ کے بعد جب پھر آپ کو شفاعت کی اجازت ملے گی تو ایک خاص مقررہ تعداد کی شفاعت ہو سکے گی، پھر طویل حمد و ثنا کے بعد تیسری مرتبہ پھر آپ ﷺ کو شفاعت کی اجازت ملے گی تو ایک خاص مقررہ تعداد کی شفاعت پھر ہو سکے گی۔ اس کے بعد دوزخ میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جنہیں قرآن روک لے گا)

قرآن کن لوگوں کو روکے گا؟اس سے کیا مراد ہے؟

یہ دراصل ان احادیث وآثار کی طرف اشارہ ہے جہاں قیامت کے دن قرآن بطورِ حجت سامنے آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "القرآن حجة لك أو عليك" (مسلم) یعنی قرآن یا تو تیرے حق میں حجت بنے گا یا تیرے خلاف۔

قرآن کن لوگوں کو روکے گا؟ جو لوگ قرآن کو چھوڑ بیٹھے، جو قرآن کے احکام کے خلاف زندگی گزارے (قرآن نے جس چیز کو فرض کیا اسے ترک کیا، اور جس سے روکا اس میں مبتلا رہا)، جس نے قرآن کو دنیاوی مقاصد کے لیے استعمال کیا، جنھوں نے قرآن کے حقوق ادا نہ کیے: نہ سمجھنے کی کوشش کی، نہ عمل کیا، نہ اپنی زندگی کو اس کی ہدایت کے مطابق ڈھالا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن خود فرماتا ہے کہ رسول ﷺ شکایت کریں گے: "وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا" (الفرقان: 30) "اور رسول کہے گا: اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا

شفاعت کا صحیح تصور

شفاعت کے بارے میں قرآن میں دو قسم کی آیات

- ایک وہ جن میں سرے سے شفاعت کی نفی کی گئ ہے اور دوسری وہ جن میں شفاعت کا تصور موجود ہے کچھ حدود و قیود اور شرائط کے ساتھ
- شفاعت کا سارا نظام - اللہ تعالیٰ کے اختیار میں
- شفاعت کے مقاصد: ۱- ایمان رکھنے والے گناہ گار انسانوں کے لیے اللہ کی طرف سے خصوصی رعایت ۲- اعلیٰ درجے کے نیکوکار لوگ (انبیاء و رُسل، شہداء، صالحین وغیرہ) کی عزت افزائی

کن حدود و قیود کے ساتھ شفاعت ممکن ہو گی؟

1. اذن شفاعت یعنی اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِه
2. جس کی شفاعت کی جا رہی ہے اس سے اللہ راضی بھی ہو- وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی
3. شفاعت کرنے والا صحیح اور حق و انصاف پہ مبنی بات کرے- لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا

شفاعت کا صحیح تصور

قرآن واحادیث میں شفاعت سے متعلق کیوں اتنا زیادہ زور ؟

- قرآنِ کریم کی 30 آیات میں شفاعت اوراس سے متعلق مضمون کا بیان آیا ہے
- دنیا میں لوگوں کی گمراہی کے بڑے اسباب میں سے ایک سبب شفاعت کے بارے میں غلط عقائد ہیں۔ سابقہ قومیں ہوں یا نزولِ قرآن کے وقت کی مشرک قومیں، سب نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ معبودانِ باطلہ یا بزرگ ہستیاں اللہ کے حضور ان کے گناہوں کی سفارش کرکے انہیں نجات دلادیں گی۔ یہی سوچ ان کی بداعمالیوں اور معصیت پر جری ہونے کا بڑا سبب بنی۔ آج امتِ مسلمہ کا ایک معتدبہ حصہ بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہے کہ محض تعلق یا وابستگی شفاعت کی ضمانت ہے، چاہے عمل کچھ بھی ہو
- اسی لیے قرآن نے اس مسئلے کو غیر معمولی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بار بار یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ شفاعت اسی وقت ممکن ہے جب اللہ خود اجازت دے اور سفارش بھی اسی کے حق میں قبول ہوگی جو ایمان اور اطاعت کی راہ پر چلا ہو۔ اس طرح قرآن نے شفاعت کے باب میں ہر قسم کے اشتباہ اور وہم کا دروازہ بند کردیا ہے تاکہ انسان اپنی نجات کو محض کسی شخصیت یا تعلق کے سہارے پر نہ ٹکائے بلکہ براہِ راست اللہ کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارے۔
- قرآن میں ان مقامات پر شفاعت کا بیان- البقرہ(48, 254,123 ,255)، الانعام(94) الاعراف(53)،یونس(18,3)، مریم(78)، طٰہٰ(109)، الانبیاء(28)، سبا(23) الزمر، (43-44)، المؤمن(18)، الدخان(86)، النجم (62)،النبا (38,37)

شفاعت کا صحیح تصور

شفاعت کے بارے میں اتنا غلو پایا جانا اور قرآن وسنت سے بعید عقائد و نظریات - وجوہات

1. قرآن کو سمجھ کر نہ پڑھنا، دنیا اور آخرت کے متعلق نظریات و عقائد قرآن و احادیث سے اخذ نہ کرنا، اس کے بر عکس جو کچھ پچھلی نسلوں سے ہوتا دیکھتے سنتے آئے اسی کو قبول کر لینا یا پھر معاشرے اور خاندان میں رائج عقائد کو قبول کر لینا اور اِن عقائد و نظریات کو قرآن اور حدیث کے معیارات پر نہ جانچنا
2. واعظین کا شفاعت سے متعلق بیان کی گئی استثنائی صورتوں کو قرآن اور احادیث کے صحیح مفہوم سے بعید، ضعیف و موضوع روایات اور گھڑے ہوئے قصوں کے ساتھ بیان کرنا اور وہ مفہوم بیان کرنا جس کی تردید قرآن کا موضوع ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر انبیاءِ علیہ السلام اس لیے نہیں آئے تھے کہ لوگوں کو شفاعت کی بنیاد پر نجات کی امید دلائیں بلکہ وہ ایمان و عمل صالح کی بنیاد پر نجات کی دعوت دیتے تھے

اس ضمن میں دین کی بنیادی دعوت نظروں سے کبھی بھی او جھل نہ ہو جو انبیاء علیہ السلام لے کے آئے

دین کی بنیادی دعوت

- دین کی بنیادی دعوت توحید وآخرت کی دعوت ہے جو مختلف انبیاء اور رسول اپنے اپنے زمانوں میں لے کر آئے
- اس دعوت کا خلاصہ - انسانوں کا ایک پروردگار ہے۔ انسانوں پر لازمی ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے احکام کی پیروی کریں۔ کیونکہ ایک دن وہ سارے انسانوں کو جمع کرکے ان کے تمام اعمال کا جائزہ لے گا اور پھر عدل کے ساتھ لوگوں کے ابدی مستقبل کا فیصلہ کر دے گا

شفاعت کا صحیح تصور

دین کی بنیادی دعوت

- پورا قرآن اس بات کی دعوت سے بھرا پڑا ہے کہ ایمان و عملِ صالح کو اختیار کرو اور نجات پا جاؤ۔ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ 2/123
- أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ o وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ 53/37-38
- شفاعت کا صحیح تصور دراصل دین کی بنیادی دعوت ہی کے تابع ہے۔ قرآن بار بار واضح کرتا ہے کہ نجات کا راستہ صرف ایمان اور عملِ صالح ہے، نہ کہ محض کسی نسبت یا تعلق پر بھروسہ۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ "کوئی جان کسی دوسری جان کے کام نہ آئے گی، نہ اس کی طرف سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ہی کوئی سفارش اسے نفع دے گی" (البقرہ: 123)۔ اسی طرح فرمایا: "کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی" (النجم: 38-37)۔ ان آیات کا واضح پیغام یہ ہے کہ انسان کی نجات اس کی ذاتی ذمہ داری ہے، کسی اور پر ڈالنے سے وہ بری الذمہ نہیں ہو سکتا
- لہٰذا شفاعت کا صحیح مفہوم یہ نہیں کہ گناہوں میں ڈوبے رہو اور پھر یہ توقع رکھو کہ کوئی بزرگ ہستی قیامت کے دن اللہ سے تمہارے حق میں سفارش کر کے تمہیں نجات دلوا دے گی۔ بلکہ شفاعت صرف ان کے حق میں ہو گی جن کے لیے اللہ تعالیٰ خود اجازت دے گا، اور اجازت انہی کو ملے گی جو ایمان کے ساتھ اپنی بساط کے مطابق نیک عمل کرتے رہے ہوں۔ یہ تصور انسان کو عملی جد و جہد پر ابھارتا ہے، تاکہ وہ اپنی نجات کو محض وابستگی یا تمناؤں پر نہ چھوڑے بلکہ اطاعتِ الٰہی اور اصلاحِ نفس کے ذریعے اس کا حق دار بنے۔

شفاعت کا صحیح تصور

○ عَن أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ، فَذَكَرَ الغُلُولَ فعَظَّمَهُ وعَظَّمَ أَمْرَهُ، قَالَ:لا أُلْفِيَنَّ أَحدَكُمْ يَجِيءُ يومَ القِيامَةِ علَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ له رُغَاءٌ يقولُ: يا رَسولَ اللهِ، أَغِثْنِي، فأقُولُ: لا أَمْلِكُ لكَ شيئًا، قدْ أَبْلَغْتُكَ،

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک موقع پر نبی ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کے بارے میں گفتگو فرمائی اور (آخرت کے نتائج کے اعتبار سے) اُسے غیر معمولی اہمیت کا حامل گناہ قرار دیا۔آپؐ نے فرمایا: تم میں کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کہ اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو گا جو بڑبڑا رہا ہو گا اور وہ کہے گا اے اللہ کے رسولؐ میری مدد کریں تو میں کہوں گا مجھے تمہارے معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہے میں نے تو (جو حق پہنچانا تھا) تمہیں پہنچا چکا ہوں

لا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يومَ القِيامَةِ علَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ له حَمْحَمَةٌ، فيَقولُ: يا رَسولَ اللهِ، أَغِثْنِي، فأقُولُ: لا أَمْلِكُ لكَ شيئًا، قدْ أَبْلَغْتُكَ،

تم میں کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر سوار گھوڑا ہنہناتا ہو گا وہ کہے گا اے اللہ کے رسول میری مدد کریں میں کہوں گا جس پر پر میں کہوں گا : مجھے تمہارے معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں تو (جو حق پہنچانا تھا) تمہیں پہنچا چکا ہوں

لا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يومَ القِيامَةِ علَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يقولُ: يا رَسولَ اللهِ، أَغِثْنِي، فأقُولُ: لا أَمْلِكُ لكَ شيئًا، تم میں کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اُس کی گردن پر کوئی بکری لدی ہوئی ہو اور وہ پکار رہی ہو وہ کہے گا اے اللہ کے رسول میری مدد کریں میں کہوں گا جس پر پر میں کہوں گا : مجھے تمہارے معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں تو (جو حق پہنچانا تھا) تمہیں پہنچا چکا ہو

شفاعت

لا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَومَ القِيَامَةِ على رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ، فيَقولُ: يا رَسولَ اللهِ، أَغِثْنِي، فأقُولُ: لا أَمْلِكُ لكَ شيئًا، قدْ أَبْلَغْتُكَ،

میں تم سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر چیخنے والی کوئی جان ہو تو وہ کہے گا اے اللہ کے رسول میری مدد کریں تو میں کہوں گا : مجھے تمہارے معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں تو (جو حق پہنچانا تھا) تمہیں پہنچا چکا ہوں

لا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَومَ القِيَامَةِ على رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فيَقولُ: يا رَسولَ اللهِ، أَغِثْنِي، فأقُولُ: لا أَمْلِكُ لكَ شيئًا، قدْ أَبْلَغْتُكَ،

میں تم سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے اس کی گردن پر لدے ہوئے کپڑے حرکت کر رہے ہوں تو وہ کہے گا اے اللہ کے رسول میری مدد کریں تو میں کہوں گا : مجھے تمہارے معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں تو (جو حق پہنچانا تھا) تمہیں پہنچا چکا ہوں

لا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَومَ القِيَامَةِ على رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فيَقولُ: يا رَسولَ اللهِ، أَغِثْنِي، فأقُولُ: لا أَمْلِكُ لكَ شيئًا، قدْ أَبْلَغْتُكَ.

میں تم سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے اس کی گردن پر اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو گا تو وہ کہے گا اے اللہ کے رسول میری مدد کریں تو میں کہوں گا : مجھے تمہارے معاملے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں تو (جو حق پہنچانا تھا) تمہیں پہنچا چکا ہوں - (صحيح مسلم-1831 و البخاري – 3073)

شفاعت

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ...قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنْ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِنَّ لَكِ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا-

(جامع ترمذي) و مسلم و نسائي والبخاري وأحمد و الطبراني

○ آپ ﷺ نے فرمایا اے قریش کے لوگو ! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، میں تم لوگوں کے لیے اللہ کی بارگاہ میں نفع یا تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا، اے بنو عبد مناف ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، میں تم لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے بنو قصی بنو عبدالمطلب اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ میں تم لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے فاطمہؓ بنت محمدؐ اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، میں تمہارے لیے اللہ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ بیشک تمہاری قرابت کا مجھ پر حق ہے اور میں اس حق دنیا ہی میں پورا کروں گا۔

شفاعت

شفاعت ۔ غیر اسلامی نظریات

- شفاعت کرنے والا اللہ پر دباؤ ڈال کر لوگوں کو چھڑوا سکتا ہے۔

(غیر اسلامی و غیر قرآنی نظریہ) قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا - 5/17
اے محمدؐ! ان سے کہو کہ اگر خدا مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اُس کو اِس ارادے سے باز رکھ سکے؟

- اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والے سے اتنی محبت کرتا ہے کہ وہ شفاعت کرنے والے کی غلط سفارش کو بھی مسترد نہیں کر سکتا
- شفاعت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی مرضی، اس کی اجازت، اور اس کے قانونِ عدل و قسط کے خلاف بھی سفارش کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی سفارش بھی مان لے گا
- نجات کے لیے ایمان، علمِ صالح اور اللہ کا قانون عدل و قسط بنیادی اہمت کا حامل نہیں بلکہ شفاعت کرنے والے کے اختیارات کلیدی اہمیت کے حامل ہیں اس لیے اصل بخشش کی بھیک سفارش کرنے والے سے ہی مانگنی چاہیے
- شفاعت کرنے والا اپنی مرضی اور ذاتی اختیار سے جسے چاہے جنت میں داخل کر سکتا ہے، چاہے وہ ایمان و عمل سے بالکل خالی ہو
- شفاعت کرنے والے کے قریب ہونا یا اس سے وابستگی قائم رکھنا نجات کی ضمانت ہے، چاہے اللہ کے احکام کی کھلی نافرمانی کیوں نہ کی گئی ہو۔

شفاعت

غیر مقبول شفاعتیں

- اللہ کی اجازت اور مرضی کے بغیر آسمان کے تمام فرشتوں کی سفارش غیر مقبول ہو گی - 53/26
- حضرت نوحؑ کے بیٹے کے حق میں سفارش مسترد ہو گئی - 11/45-47
- حضرت ابراہیمؑ کے والد کے حق، قیامت کے دن سفارش غیر مقبول ہو گی - صحیح البخاری
- حضرت عیسیٰؑ اپنی امت کی مغفرت کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں گے - 5/118
- آپ ﷺ کی دعائے مغفرت رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے حق میں قبول نہیں کی گئی 9/81
- آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے لیے آپؐ کی محبت اور تڑپ۔ آیت کا نزول إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ 28/56 اے نبیؐ، تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے
- لعنت و ملامت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفاعت کر سکیں گے اور نہ گواہی دے سکیں گے (بلا شبہ بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن کسی کے حق میں گواہ نہ بن سکے گے اور نہ سفارش کر سکیں گے (عن ابو دردا – صحیح مسلم)

شفاعت

مقبول شفاعتیں

- آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار " جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا" - مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِه — البخاری۔ 44
- اذان سننے کے بعد جو مسنون دعا (اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ..) پڑھے گا- صحیح مسلم
- رسولِ اکرم ﷺ قیامت کے دن نا امید لوگوں کو خوشخبری دیں گے آپ کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں گی اور کرامت آپ کے حصے میں آئے گی (سنن ترمذی ، سن دارمی)
- قیامت کے دن شہید کی اپنے ۷۰ رشتہ داروں کی شفاعت قبول کی جائے گی - (ابن ماجه)
- نبی اکرم ﷺ نصف سے زیادہ امت کی شفاعت کریں گے) مختلف مرحلوں میں - (ترمذی)
- قرآن اور صوم (روزے) کی شفاعت
- وہ لوگ جو سفارش کو مقبول بنانے والے اعمال پہ عامل ہوں گے (دس مرتبہ صبح، دس مرتبہ شام نبی ﷺ پر درود بھیجنا، روزے رکھنا، سورۃ الملک، البقرہ، آل عمران اور قرآن کی بکثرت تلاوت کرنا، جنت کے حصول اور جہنم سے پناہ کی دعائیں) - [احادیث مبارکہ کے مطابق]

شفاعت

خلاصہ

- آخرت میں انسان کی نجات کا دارومدار صحیح ایمان اور صحیح اچھے اعمال پر
- ایمان اور توحید کے بغیر کسی انسان کا داخلہ جنت میں نہ ہو سکے گا
- شفاعت کا ذریعۂ نجات ثانوی اور فروعی ہے۔ اصل دارومدار ایمان اور عمل پر ہوگا
- اللہ تعالیٰ کل اختیارات کا مالک ہے، حاکم مطلق ہے، اس کے فیصلوں کا کوئی نہیں بدل سکتا
- اللہ تعالیٰ الرحمٰن اور الرحیم ہے اسی کے رحم اور فضل و کرم سے انسانوں کی مغفرت ہو گی، شفاعت اس قانونِ مغفرت کے ماتحت ہے، اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا
- اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تکریم اور عزت افزائی کے لیے ان کو بعض دوسے ادنیٰ درجے کے صاحب ایمان لوگوں کی شفاعت کی اجازت دے گا اور ان کی شفاعت قبول فرمائے گا
- شفاعت کی مختلف نوعیتیں ہیں (بلا حساب جنت میں جانے والوں کی شفاعت، جنت میں بلندیٔ درجات کی سفارش، اصحابِ اعراف کی شفاعت، دوزخی کو سخت عذاب کی بجائے ہلکے عذاب کی شفاعت)

اللہ تعالیٰ ہمیں کامل راسخ ایمان اور سنتِ رسولؐ کے مطابق عمل صالح کی توفیق دے اور آپؐ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین

قصہ آدم ابلیس۔ موقع و محل

- قصۂ آدم و ابلیس قرآنِ مجید میں سات مقامات پر آیا ہے (البقرہ، الاعراف، الحجر، بنی اسرائیل، الکہف، ص، اور طٰہٰ)۔ ہر مقام پر اس کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں اور سیاق کے مطابق کوئی خاص نکتہ نمایاں کیا جاتا ہے۔

سورۃ طٰہٰ میں قصہ آدم و ابلیس

- سورۃ طٰہٰ مکی سورت ہے، اس کا اصل موضوع رسول اللہ ﷺ کی دل جوئی اور تسلی ہے کہ دعوتِ حق میں آنے والی مخالفت اور مشکلات اللہ کی مشیت کے مطابق ہیں۔ یہاں قصۂ آدم و ابلیس اس انداز میں آیا ہے کہ گویا سیدنا موسیٰؑ کی کہانی کے بعد نبی کریم ﷺ کو بھی یہ سمجھایا جائے کہ یہ کشمکش نئی نہیں بلکہ انسان کی تخلیق کے آغاز ہی سے شیطان اور انسان کے درمیان جاری ہے۔ دوسرے مقامات کے برعکس یہاں زیادہ زور شیطان کی دشمنی اور آدم کی لغزش کے باوجود اللہ کی ہدایت پر ہے، نہ کہ ابلیس کے تکبر یا فرشتوں کے سجدے پر تفصیل۔

سورۃ طٰہٰ میں قصہ اس طرح مختصر طور پر آیا ہے کہ اس میں ابتلا - لغزش - توبہ - ہدایت "کا تسلسل بیان کیا گیا ہے:

- اللہ نے آدم کو پیدا کیا، فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر شیطان نے انکار کیا
- آدم علیہ السلام کی جائے رہائش میں ابلیس نے اسے بہکایا اور آدم و حوا لغزش کے شکار ہوئے
- ان کا لباس اُتر گیا، انہوں نے توبہ کی، اور اللہ نے زمین پر اترنے کا حکم دیا
- ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ "میری ہدایت تمہارے پاس آئے گی، جو اس کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا نہ بدبخت۔"

اسباق و رموز و نتائج :

- شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے: (فَإِنَّ لَهُ وَلَذُرِّيَّتِهِ عَدُوًّا) اس کی دشمنی کی بنیاد تکبر اور حسد ہے۔ اسے ہمیشہ کے لیے اپنا دشمن سمجھنا ضروری ہے۔ شیطان ہر وقت انسان کے لباسِ تقویٰ کو اتارنے پر لگا رہتا ہے۔ اس کا پہلا وار ہمیشہ حیا اور اطاعت پر
- شیطان کا ہتھیار فریب اور جھوٹے وعدے ہیں: وہ انسان کو عزت، بقا اور کمال کے جھوٹے خواب دکھا کر بہکاتا ہے (قَالَ يَـٰٓـَٔادَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ ٱلْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ)، حالانکہ اس کا نتیجہ ذلت اور نقصان ہی نکلتا ہے۔
- انسانی فطرت میں کمزوری ہے: حضرت آدم علیہ السلام سے بھی لغزش ہوئی۔ انسان سے لغزش ہو سکتی ہے لیکن اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ توبہ کے ذریعے اللہ کی طرف پلٹ آئے۔
- آزمائش زندگی کا حصہ ہے: جنت میں بھی آزمائش ہوئی۔ اس لیے دنیا کی زندگی تو آزمائشوں سے بھری پڑی ہے۔ کامیابی صبر اور تقویٰ سے ہی ملتی ہے۔
- شیطان کے راستے سے بچاؤ: (فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ ٱلْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰٓ) شیطان کا راستہ صرف اور صرف مشقت اور شقاوت (تکلیف) کی طرف لے جاتا ہے۔
- ہدایت کی شرط: زمین پر زندگی دراصل امتحان ہے، اور اصل کامیابی صرف اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت پر چلنے میں ہے۔

قصہ آدم ابلیس۔ قرآن اور انجیل (بائبل) میں قصے کے اہم فروق

پہلو	قرآن میں	انجیل (بائبل) میں
اللہ کی نافرمانی	ابلیس کو براہِ راست دشمن اور نافرمان بتایا گیا ہے، جس نے اللہ کے حکم سے انکار کیا اور پھر آدم و حوا کو بہکایا۔	ابلیس کو ایک سانپ کے کردار میں پیش کیا گیا، جو حوا کو بہکاتا ہے
گناہ کی نسبت	آدم اور حوا دونوں سے لغزش ہوئی، اور دونوں نے فوراً توبہ کی۔ (الاعراف 7:23)	اصل قصور زیادہ تر حوا کے کھاتے میں ڈالا گیا ہے "عورت نے پہلے کھایا اور پھر آدم کو دیا" –پیدائش 3:6)۔
نتیجہ اور سزا	آدم و حوا کو زمین پر اتارا گیا لیکن ساتھ ہی ہدایت کا وعدہ دیا گیا، "جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا، وہ نہ گمراہ ہوگا نہ بدبخت- زمین پر آنا ابتلاء اور ہدایت کے نظام کا آغاز ہے، مستقل لعنت یا گناہ نہیں	یہ واقعہ Original Sin کی بنیاد ہے۔ آدم و حوا کی نافرمانی کے بعد انسانیت پر ازلی گناہ مسلط ہوا، اور عورت کو زچگی کی تکلیف، مرد کو محنت و مشقت کی سزا قرار دی گئی (پیدائش 3:16-19)
آدمؑ کی حیثیت	آدمؑ کو خلیفۃ فی الارض کہا گیا اور اللہ نے انہیں علم عطا کیا، انکا مقام گناہ کی بنا پر کم نہیں ہوا بلکہ توبہ کے بعد اللہ نے انہیں برگزیدہ کیا۔ ان کی حیثیت پہلے پیغمبر کی ہے، اللہ نے ان سے کلام فرمایا	آدم کو صرف ایک پہلا انسان بتایا گیا ہے (پیغمبر نہیں)، اور اس کے بعد گناہ کی وجہ سے انسانیت گناہ آلود نسل کے طور پر پیش کی گئی۔
ہدایت اور توبہ کا پہلو	قرآن میں قصہ آدم و ابلیس کا مرکزی سبق یہ کہ انسان سے خطا ہو سکتی ہے، لیکن توبہ اور اللہ کی ہدایت انسان کو کامیاب کرتی ہے۔ یہ امید اور رحمت کا پیغام ہے۔	بائبل میں اس قصے کا مرکزی پہلو گناہ، لعنت اور بعد میں نجات دہندہ (مسیح) کی ضرورت پر ڈالا گیا ہے۔ یعنی انسان اپنے زور سے پاک نہیں ہو سکتا، اسے کسی کفارہ دینے والے کی ضرورت ہے۔

ابلیس کا ذریتِ آدم کو ورغلانے میں اہم ہدف!

- فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ‌ ۚ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ آخرکار وہ دونوں (میاں بیوی) اُس درخت کا پھل کھا گئے نتیجہ یہ ہُوا کہ فوراً ہی ان کے ستر ایک دوسرے کے آگے کُھل گئے اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنّت کے پتّوں سے ڈھانکنے آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہِ راست سے بھٹک گیا

- یہ آیت کریمہ سورۃ طٰہٰ میں قصہ آدم وابلیس میں آئی ہے ۔قرآن مجید میں واقعہ آدم وابلیس کو محض ایک قصہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے انسان کی ہدایت کا ذریعہ بنا کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو جنت کی نعمتیں عطا کیں مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کی کہ ابلیس تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں بہکانے کی کوشش کرے گا۔ (الاعراف: 22)

- **شیطان کا سب سے پہلا وار :** جب ابلیس نے وسوسہ ڈالا اور آدم و حوا نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھا لیا، تو سب سے پہلا نتیجہ یہی نکلا کہ ان کا لباس اتر گیا اور انھیں اپنی برہنگی کا احساس ہوا۔ اس سے قرآن یہ سبق دیتا ہے کہ شیطان کا سب سے پہلا وار انسان کی حیا اور عفت پر ہوتا ہے۔ حیا وہ فطری جوہر ہے جو انسان کو باقی مخلوقات سے ممتاز بناتا ہے اور اس کے اخلاقی وجود کو قائم رکھتا ہے۔ چنانچہ جب یہ جوہر کمزور ہو جائے تو انسان روحانی بلندی سے گرتا ہے اور حیوانی سطح تک جا پہنچتا ہے۔

- **شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار** -درحقیقت شرم وحیاء ایمان کا حصہ ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ" (صحیح بخاری) "حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے"، قرآن جگہ جگہ بے حیائی سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے: "وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ" (الانعام: 151) یعنی ظاہری اور باطنی تمام بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بے حیائی صرف ایک سماجی برائی نہیں بلکہ یہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ انسان کی شخصیت کو تباہ کرتا ہے

ابلیس کا ذریتِ آدم کو ورغلانے میں اہم ہدف!

- **مکمل آزادی کا شیطانی نظریہ** - سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے مرد و زن دونوں کو نظریں جھکانے اور پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کا مقصود یہ ہے کہ ان کی عفت محفوظ رہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو اس ہدایت سے غافل کر دے تو شیطان آہستہ آہستہ اس کے اندر بے حیائی کے مزاج کو تقویت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی جدید تعلیم اور ثقافت جب شرم و حیا کے بجائے "مکمل آزادی" کو اصل اقدار کے طور پر پیش کرتی ہے تو نتیجتاً معاشرہ اخلاقی انحطاط کی دلدل میں جا گرتا ہے۔
- شرم و حیاء ہی وہ مضبوط قلعہ ہے جو انسان کو شیطان کے بہکاوے اور نفسانی خواہشات کے حملوں سے بچاتا ہے۔ جب یہ قلعہ گر جاتا ہے تو انسان ہر قسم کے گناہ کے لیے کھل جاتا ہے۔ اس لیے اسلام میں تعلیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان میں اللہ کا خوف اور اس کی ذات سے حیا پیدا ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اَللّٰہ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ" (سنن الترمذی) "لوگوں سے حیا کرنے سے اللہ سے حیا کرنا زیادہ حق رکھتا ہے۔
- قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ حیا اور عفت انسان کی عزت اور وقار کا لباس ہیں: "يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ" (الاعراف: 26)۔ جسمانی لباس کے ساتھ ساتھ "لباسِ تقویٰ" ہی اصل حفاظت ہے جو انسان کو فتنوں سے بچاتا ہے۔ جب انسان اس لباس کو اتار دیتا ہے تو وہ شیطان کے قابو میں آ جاتا ہے اور اپنی عزت و شرف کو کھو بیٹھتا ہے
- آج کے دور میں اس بات کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ہم اپنے تعلیمی نظام کو اسلامی اقدار کے مطابق ڈھالیں، جو نہ صرف دنیوی علوم سکھائے بلکہ انسان کے اندر شرم و حیاء کا جوہر بھی پروان چڑھائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو انسانیت کو شیطان کے چنگل سے نجات دلا کر دوبارہ جنت کے راستے پر گامزن کر سکتا ہے۔

لفظ "زوج" کی لغوی واصطلاحی تحقیق

- لفظ "زوج" کا مادہ ز و ج ہے، جس کے بنیادی معنی جوڑا / جوڑا بنانا / شریک ہیں
- زوج کے اصل معنی "جوڑا" یا "دوسرے کا جُڑواں یا مماثل" ہے، عربی میں ہر چیز جو کسی دوسری چیز کے ساتھ مل کر ایک جوڑا (pair) بنائے، وہ اس کی "زوج" کہلائے گی۔
- اس لفظ کے باقی تمام معنی اس اوپر دی گئ تعریف سے ہی نکلتے ہیں۔ جیسے یہ لفظ شوہر کے لیے، بیوی کے لیے، قسم یا گروہ کے لیے، جوڑے کے لیے، ساتھی یا رفیق کے لیے استعمال ہوتا ہے
- لسان العرب / قاموس وغیرہ میں 'زَوج' کا بنیادی معنی جوڑا، شریک، جفت۔ اور 'اَزْوَاج' کو جوڑوں/زوجین/اقسام کے طور پر درج کیا گیا ہے۔
- اس لفظ کا بطورِ مفرد استعمال " زَوْج" کی صورت میں، تثنیہ (dual) کی صورت- زَوْجَانِ/ زَوْجَیْن، جمع کی صورت أَزْوَاج

"زَوْج" کے تمام ممکنہ معانی اور استعمالات

1. شوہر یا بیوی (Husband or Wife)

یہ سب سے عام اور معروف معنی ہے۔ چونکہ شوہر اور بیوی مل کر ایک جوڑا (pair) بناتے ہیں، اس لیے دونوں ایک دوسرے کے لیے "زوج" کہلاتے ہیں۔

لفظ "زوج" کی لغوی و اصطلاحی تحقیق

مثال (بیوی):وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ.. (سورہ البقرہ: 35)- اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو

مثال (شوہر):قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا.. (سورۃ المجادلۃ: 1)- اللہ نے سن لی اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے

2. جوڑا (Pair)

کسی بھی چیز کا جوڑا، خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان۔

مثال: سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا... (سورہ یٰسین: 36) - پاک ہے وہ (اللہ) جس نے تمام جوڑے پیدا کیے

– وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ... (سورۃ الرعد: 3) -اور ہر پھل میں اس نے دو قسمیں (جوڑے) پیدا کیں

3. گروہ / قسم (Type, Kind, Category)

جب کوئی چیز اپنی خاص صفات کی بنا پر دوسری چیزوں سے الگ ایک قسم یا گروہ بناتی ہے، تو اسے "زوج" کہا جاتا ہے۔

– وَلا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ ... (سورۃ طٰہٰ :131) - اور نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں دُنیوی زندگی کی اُس شان و شوکت کو جو ہم نے اِن میں سے مختلف قسم کے لوگوں (گروہوں) کو دے رکھی ہے

لفظ "زوج" کی لغوی واصطلاحی تحقیق

– وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً... (سورۃالواقعۃ : 7) — اور (اس دن) تم تین گروہوں میں ہو جاؤ گے (یعنی قیامت کے دن تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم ہوں گے جس کی تفصیل بھی دی گئی کہ یہ گروہ سابقون الاولون، اصحاب یمین، اصحاب شمال کے ہوں گے)

4. ساتھی، رفیق (Companion)

یہ معنی بھی "جوڑا" ہی سے نکلا ہے۔ایک دوسرے کا ساتھ دینے والا۔۔

مثال: احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَ أَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ... (سورہ الصافات: 37) - (حکم ہو گا) گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور اُن معبودوں کو جن کی وہ خدا کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے

لفظ "زوج "کے دیگر مشتقات

- تزوَّجَ – شادی کرنا، جُڑ جانا۔
- تَزْوِيْج – نکاح /شادی کا عمل۔
- زَوجَة – بیوی
- زَواج – شادی، بیاہ (مرد اور عورت کے درمیان قانونی یا شرعی رشتہ)
- زَوجِين – میاں بیوی کا جوڑا

بیوی کے لیے قرآن میں استعمال ہونے والے الفاظ

بیوی کے لیے کوئی مخصوص لفظ نہیں ہے، قرآن میں جتنے الفاظ اس معنی میں آئے ہیں سب مجازاً استعمال ہوئے

1. **زَوْج** : کے معنی جوڑا اور پھر جوڑے میں دونوں ایک دوسرے کا زوج ہیں (میاں بیوی کا زوج اور بیوی میاں کی زوج)- قرآن کریم میں کہیں بھی لفظ زوجہ (زَوْجَةٌ) نہیں آیا ہے فقہ، قانون اور عدالتی معاملات میں میاں اور بیوی میں فرق کرنے کے لیے زَوْجَة کا لفظ عورت (بیوی) کے لیے مستعمل ہوا

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ.. (سورہ البقرہ: 35)- اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو

2. **حلائِل**: حَليلَةٌ کی جمع ـ معنی حلال عورت (منکوحہ ـ بیوی)- حَلِيلٌ بمعنی مرد (قرآن میں نہیں آیا)

وَ حَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ .. (سورۃ النساء: 23)- اور تمہارے اُن بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں (وہ بھی تم پر حرام ہیں)

3. **اِمْرَأَةٌ**: یہ لفظ عام عورت کے لیے بھی اور بیوی کے لے بھی استعمال ہوا ہے ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ-اللہ کافروں کے معاملے میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ (سورۃ التحریم: 10)- اللہ (کافروں کے معاملے میں) نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے

بیوی کے لیے قرآن میں استعمال ہونے والے الفاظ

4. **نِسَاء**: اِمْرَأَةٌ کی جمع (غیر سالم) ہے معنی عورتیں (عام عورتیں بھی اور بیویاں بھی)

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ (سورۃ الأحزاب: 32)- نبیؐ کی بیویو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو

5. **صَاحِبَة** : صاحب (معنی ساتھی، دوست) کی مؤنث صَاحِبَۃ ہے جو بیوی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ(سورۃ عبس: 36)- اُس روز آدمی اپنے بھائی، اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا

6. **اَهْل** ۔ انسان کے قریبی رشتہ دار- کبھی بیوی مراد ہو سکتی ہے

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (سورۃ یوسف: 25)- عورت کہنے لگی، "کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھروالی (بیوی) پر نیت خراب کرے؟ اِس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے